طرف سے رات کی برمحل نظم کا انعام ہے۔ ان دنوں یہ دس روپے بہت بڑے انعام کے مترادف تھے۔ میں نے انہیں بڑی مدت تک فریم میں لگائے رکھا۔ پھر یہ فریم میری کتابوں اور دوسرے سامان کے ساتھ کہیں کھو گیا۔ اور یہی نہیں میرا تو بہت کچھ کھو گیا نہ ماسٹر تاج الدین انصاری رہے نہ شیخ حسام الدین نہ قاضی احسان احمد شجاع آبادی نہ عبدالرحمٰن غازی اور نہ متاع جلیل حضرت مرشدی سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور کتنی ہی درخشندہ یادیں بھی امتدادِ زمانہ کی نذر ہو گئیں۔

لاہور کے شاہی قلعہ کے نئے دروازے کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر پاکستان کا پہلا یوم آزادی ہم نے منایا اور پاک فوج کے دستوں نے پرچم ستارہ و ہلال کو سلامی دی۔ پھر اس کے بعد آج تک ہم ایک دوسرے سے نہ مل سکے۔

وقت جاتا ہے تو پھر لوٹ کے کب آتا ہے؟

واقف اسرار شریعت

اور کچھ پھیل گیا حزن والم کا سایا
اور اک دیپ بجھا اور اندھیرا چھایا

دل پہ بجلی سی گری ضبط کا دامن چھوٹا
فلک علم کا تابندہ ستارا ٹوٹا

اور اک عالم دیں بزم جہاں سے اٹھا
اور اک شیریں بیاں اہل بیاں سے اٹھا

اور اک "واقف اسرار شریعت" نہ رہا
اور اک ماہر ارباب سیاست نہ رہا

اک کڑی ٹوٹ گئی جہد کے افسانے کی
اور کچھ تاب گئی زہد کے کاشانے کی

وعظ و تقریر کا بازار بھی اب سرد ہوا
تیرے اٹھنے سے زمانے کا سکوں فرد ہوا

کفیل الرحمٰن نشاط
دیوبند